

اک عرض ناصحانہ بسلسلہ آیت خاتم النبیین

برادر م شیخ راحیل احمد صاحب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آپ کا کھلا خط نظر سے گزرا۔ آپ نے چونکہ خاکسار کو بھی بذریعہ E-mail خط نہ صرف بھیجا ہے بلکہ توجہ بھی چاہی ہے لہذا چند باتیں خالص طور پر نیک نیتی کے ساتھ آپ کے گوش گزارتا ہوں۔ ہو سکتا ہے آپ کو فائدہ ہو جائے۔ آپ اپنے خط کا آغاز سورہ احزاب کی درج ذیل آیت سے کرتے ہیں۔

”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ط وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا“ (سورہ احزاب - ۴۱)

ترجمہ۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتم ہیں۔ اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔ اس آیت کے متعلق عالم اسلام میں اتنا لکھا جا چکا ہے کہ اب ایک عام مسلمان بھی بخوبی جانتا اور سمجھتا ہے کہ اس آیت خاتم النبیین سے مراد نبوت کا مطلق خاتمہ نہیں بلکہ اس سے مراد تشریحی نبوت کا خاتمہ ہے۔ میں آپ کی تسلی کیلئے لفظ خاتم کے لغوی معانی کی روشنی میں بزرگان سلف، علمائے ربانی، مجددین اور اولیائے کرام کے ارشادات درج کرتا ہوں جن کی نیکی، تقویٰ اور علم پر پوری اُمت فخر کرتی ہے۔

(1) خاتم۔ ان معنوں میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت آخری ہے اور قیامت تک منسوخ نہیں ہو سکتی۔ مگر غیر تشریحی، تابع محمدی اور امتی نبوت کا امکان ختم نہیں ہوا۔

(۱) قطب الاقطاب امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی (وفات ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء) فرماتے ہیں۔

”حصول کمالات نبوت مرتابعاں را بطریق تبعیت و وراثت بعد از بعثت ختم الرسل علیہ و علی جمیع الانبیاء و الرسل الصلوات و التحیات منافی خاتمیت او نیست فلا تکن من المہترین۔“ (مکتوبات امام ربانی صفحات ۳۰۱ تا ۳۰۲ جلد اول)

ترجمہ۔ کہ ختم الرسل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبعین کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور وراثت کے طور پر کمالات نبوت کا حاصل کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الرسل ہونے کے منافی نہیں لہذا اے مخاطب تو شک کر نیوالوں میں سے نہ ہو۔

(۲) چھٹی صدی ہجری کے ممتاز ہسپانوی مفسر اور پیشوائے طریقت صوفی الشیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن عربی (وفات ۶۳۸ھ / ۱۲۴۰ء) فرماتے ہیں۔

”قطعنا ان فی هذا الامة من لحقت درجته درجة الانبياء في النبوة عند الله لا في التشريع۔“ (فتوحات مکیہ جلد اول صفحہ ۵۴۵)

ترجمہ۔ ہم نے (درد شریف سے) قطعی طور پر جان لیا ہے کہ اس اُمت میں ایسے اشخاص بھی ہیں جن کا درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبوت میں انبیاء سے مل گیا ہے۔ مگر وہ شریعت لانے والے نہیں ہیں۔

”فالنبوة سارية الى يوم القيامة في الخلق وان كان التشريع قد انقطع۔ فالتشريع جزء من اجزاء النبوة۔“ (فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ باب

۴۳ صفحہ ۸۲) ترجمہ۔ کہ نبوت مخلوق میں قیامت کے دن تک جاری ہے گو تشریحی نبوت منقطع ہوگئی ہے پس شریعت نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

”فکان من کمال رسول ﷺ ان الحق الہ بالانبياء فی مرتبة و زاد علی ابراهیم بان شرعہ لا ینسخ۔“ (فتوحات مکیہ جلد اول صفحہ ۵۴۵) ترجمہ۔ یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے کہ آپ نے درد شریف کی دُعا کے ذریعے اپنی آل کو مرتبہ میں انبیاء سے ملا دیا اور حضرت ابراہیم سے بڑھ کر آپ کو یہ شرف حاصل ہوا۔ کہ آپ کی شریعت کبھی منسوخ نہیں ہوگی۔

(۳) قرن اول کے باکمال بزرگ اور اہل التشیع کے چھٹے امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام (وفات ۱۴۸ھ / ۶۶۵ء) فرماتے ہیں۔

”عن ابی جعفر علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل فقد اتینا ال ابراهیم الکتب و اتینا ہم ملکا عظیماً۔ جعل منهم الرسل والانبياء والائمة فکیف یقرون فی ال ابراهیم علیہ وینکر ونہ فی ال محمد ﷺ۔“ (الصافی شرح اصول الکافی جز سوم صفحہ ۱۱۹)

ترجمہ۔ حضرت ابو جعفر علیہ السلام اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اس ارشاد فقد اتینا ال ابراهیم الکتب۔ الخ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آل ابراہیم میں رسول

انبیاء اور امام بنائے لیکن عجیب بات ہے کہ لوگ نبوت و امامت کی نعمتوں کا وجود آل ابراہیم میں تو تسلیم کرتے ہیں لیکن آل محمد ﷺ میں ان کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔
(۴) دنیائے اسلام کے مشہور و معروف صوفی اور ممتاز متکلم حضرت امام عبدالوہاب شعرانی (وفات ۹۷۶ھ/۱۵۶۸ء) فرماتے ہیں۔
”اعلم ان مطلق النبوة لحد ترتفع و انما ارتفع نبوة التشريع۔“ (البیوقیت والجوہر جلد ۳ صفحہ ۳۵) ترجمہ۔ جان الومطلق نبوت نہیں اٹھی (بند نہیں ہوئی) صرف تشریحی نبوت منقطع ہوئی ہے۔

(۵) امام الہند مجدد صدی دوازدہم متکلم و صوفی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (وفات ۱۱۷۱ھ/۱۷۶۲ء) فرماتے ہیں۔
”ختم بہ النبیین ای لا یوجد من یا مرہ اللہ سبحانہ بالتشريع علی الناس۔“ (تفہیمات الہیہ صفحہ ۵۳) ترجمہ۔ کہ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اب کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کیلئے شریعت دے کر مامور فرمائے یعنی شریعت جدیدہ لانے والا کوئی نبی نہ ہوگا۔
(۶) حضرت مولانا ابوالحسنات عبدالحی صاحب (۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء) فرماتے ہیں۔

”بعد آنحضرت ﷺ یا زمانے میں آنحضرت ﷺ کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ محال ہے۔“ (دافع الوساوس صفحہ ۱۶ نیا ایڈیشن)
(۷) تصوف اور شعر و ادب کے شہسوار نقشبندی بزرگ حضرت مرزا مظہر جان جانا (وفات ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء) نے فرمایا ہے۔
”ہیچ کمال غیر از نبوت بالا صالحہ ختم نہ گردیدہ و در مبداء فیاض بخل و در بلخ ممکن نیست۔“ (مقامات مظہری صفحہ ۸۸) ترجمہ۔ کہ سوائے مستقل نبوت تشریحیہ کے کوئی کمال ختم نہیں ہوا باقی فیوض میں اللہ تعالیٰ کیلئے کسی قسم کا بخل اور تردد ممکن نہیں۔
(۸) حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی (وفات ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں۔

”علمائے اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا۔ اور نبوت آپ ﷺ کی عام ہے اور جو نبی آپ ﷺ کے ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا۔“ (مجموع فتاویٰ عبدالحی جلد اول صفحہ ۱۴۴)

(۱۱) خاتم۔ ان معنی میں کہ آپ ﷺ بلحاظ رفعت و شان اور بلحاظ علوم و تربیت آخری ہیں نہ کہ محض بلحاظ زمانہ

(۱) حضرت سید عبدالقادر جیلانی کے مرشد طریقت اور پیر خرقہ حضرت ابوسعید مبارک ابن علی مخزومی (وفات ۵۱۳ھ) فرماتے ہیں۔
”والاخرۃ منها اعنی الانسان اذا عرج ظهر فیہ جمیع مراتب المذکورہ مع انبسطها ویقال لہ الانسان الکامل والعروج ولا ینسب علی الوجه الا کمل کان فی نبینا ﷺ ولہذا کان ﷺ خاتم النبیین۔“ (تحفہ مرسلہ شریف مترجم صفحہ ۵۱)
ترجمہ۔ (کائنات میں) آخری مرتبہ انسان کا ہے جب وہ عروج پاتا ہے تو اس میں تمام مراتب مذکورہ اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور اس کو انسان کامل کہا جاتا ہے اور عروج کمالات اور سب مراتب کا پھیلاؤ کامل طور پر ہمارے نبی ﷺ میں ہے اور اسی لیے آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔
(۲) نامور صوفی حضرت ابو عبداللہ محمد بن علی حسین الحکیم الترمذی (وفات ۳۰۸ھ) نے فرمایا ہے۔

”یظن ان خاتم النبیین تاویلہ انہ اخرہم مبعوثاً فی ہذا ہذا تاویل البلہ الجہلۃ۔“ (کتاب خاتم الاولیاء صفحہ ۳۴۱) ترجمہ۔ یہ جو گمان کیا جاتا ہے کہ خاتم النبیین کی تاویل یہ ہے کہ آپ مبعوث ہونے کے اعتبار سے آخری نبی ہیں بھلا اس میں آپ کی کیا فضیلت و شان ہے؟ اور اس میں کونسی علمی بات ہے؟ یہ تو احقوں اور جاہلوں کی تاویل ہے۔

(۳) بانی دارالعلوم دیوبند جانشین حضرت شاہ عبدالعزیز متکلم و مناظر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) ارشاد فرماتے ہیں۔
”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ ﷺ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ ﷺ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔“ (تحدیر الناس صفحہ ۳)

(111) خاتم۔ بمعنی زینت

(1) حضرت القاضی الحافظ المحمّد بن علی شوکانی الیمانی الصنعانیؒ (وفات ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں۔
 ”انہ صار کالخاتم الذی یتختمون بہ ویترینون بکونہ منہم۔“ (فتح القدر جلد ۴ صفحہ ۲۷۶)
 ترجمہ۔ آنحضرت ﷺ انبیاء علیہم السلام کیلئے بمنزلہ ایک انگوٹھی قرار پائے جن سے انبیاء کی صداقت پر مہر لگتی ہے نیز یہ امر انبیاء کیلئے باعث زینت ہے کہ حضور اکرم ﷺ جیسا عالی شان اور بلند مرتبہ نبی بھی زمرہ انبیاء میں سے ہے۔

(۲) حضرت امام محمد بن عبدالباقی زرقانیؒ (وفات ۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء) اور ابن عساکر دونوں کا قول ہے۔
 ”فمعناہ احسن الانبیاء خلقاً وخلقاً لانه ﷺ جمال الانبیاء کالخاتم الذی یتجمل بہ۔“ (زرقانی شرح مواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۱۶۳ و سہل الہدی و لرشاد صفحہ ۵۵۸) ترجمہ۔ (خاتم النبیین کے) معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنی ظاہری اور روحانی بناوٹ اور اخلاق میں سب سے زیادہ حسین ہیں کیونکہ آپ نبیوں کا حسن و جمال ہیں اس انگوٹھی کی مانند جس سے زینت و تجمل حاصل کیا جاتا ہے۔

(1V) خاتم۔ بمعنی مصدق و محافظ و کسوٹی

حضرت ابوالحسن شریف رضیؒ (وفات ۴۰۶ھ) حضرت امام موسیٰ کاظم کی اولاد میں سے ایک بلند پایہ عالم تھے۔ آپ خاتم النبیین کے معنی اس طرح بیان فرماتے ہیں۔
 ”هذہ استعارہ والمراد بہا ان اللہ تعالیٰ جعلہ ﷺ والہ حافظاً لشرائح الرسل علیہم السلام وکتبہم جامعاً لمعالم دینہم وایتہم کالخاتم الذی یطبع بہ علی الصحائف وغیرہا لحفظ ما فیہا ویكون علامۃ علیہا۔“ (تلخیص البیان فی مجازات القرآن صفحہ ۱۹۱) ترجمہ۔ یہ استعارہ ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو تمام رسولوں کی شریعت اور کتابوں کا محافظ بنایا ہے اور انکے دین کی اہم تعلیمات اور انکے نشانات کا بھی اس مہر کی طرح جو خطوط پر ان کو محفوظ رکھنے اور انکی علامت کے طور پر ثبت کی جاتی ہے۔

(V) خاتم۔ ان معنوں میں کہ نبوت کے تمام کمالات آپ ﷺ پر ختم ہو گئے

(۱) نامور متکلم اسلام اور مفسر قرآن حضرت فخر الدین رازی (وفات ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں۔
 ”فالعقل خاتم الكل والخاتم یجب ان یكون افضل الاتری ان رسولنا ﷺ لما كان خاتم النبیین كان افضل الانبیاء۔“
 (تفسیر کبیر رازی جلد ۶ صفحہ ۳۱)

ترجمہ۔ عقل تمام کی خاتم ہے اور خاتم کیلئے واجب ہے کہ وہ افضل ہو۔ دیکھو ہمارے رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہوئے تو سب نبیوں سے افضل قرار پائے۔
 (۲) اسلام میں فلسفہ تاریخ کے امام اور مشہور مورخ حضرت علامہ عبدالرحمن بن خلدون المغربیؒ (وفات ۸۰۸ھ/۱۴۰۶ء) اس ضمن میں فرماتے ہیں۔
 ”ویملثون الولاية فی تفاوت مراتبها بالنبوة ویجعلون صاحب الكمال فیها خاتم الاولیاء ای حائزاً للمرتبة التي هی خاتمة الولاية كما كان خاتم الانبیاء حائزاً للمرتبة التي هی خاتمة النبوة۔“ (مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۲۷۱-۲۷۲ مطبوعہ مصر)
 ترجمہ۔ ولایت کو اپنے تفاوت مراتب میں نبوت کا مثیل قرار دیتے ہیں اور اس میں کامل ولی کو خاتم الاولیاء ٹھہراتے ہیں۔ یعنی اس مرتبہ کا پانے والا جو ولایت کا خاتمہ ہے۔ جس طرح سے حضرت خاتم الانبیاء اس مرتبہ کمال کے پانے والے تھے جو نبوت کا خاتمہ ہے۔

(۳) قطب الابرار حضرت شاہ بدیع الدین مدارؒ (وفات ۸۵۱ھ) فرماتے ہیں۔
 ”بعد زمانہ اصحاب المرسلین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درجہ و راء الوراہ میں ان تین اولیاء کے سوا اور کوئی مرتبہ علیا پر نہیں پہنچا۔ اول خواجہ اویس قرنی۔۔۔ دوسرے بہلول رانا اور جناب قطب الاقطاب فرد الاحباب محی الدین اس رتبہ میں لاثمانی اور سب سے افضل قرار پائے اور یہ مرتبہ ذات معدن صفات میں آپ کی اس طرح ختم ہوا کہ جس طرح جناب رسالتماہ ﷺ پر نبوت اور اصحاب کرام پر خلافت اور المرتضیٰ پر ولایت اور حسین علیہما السلام پر شہادت تمام ہوئی۔“ (قرۃ العین فی مادغوث الثقلین صفحہ ۱۸)
 (۴) بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (وفات ۱۲۹۷ھ) فرماتے ہیں۔

”ہرزین کی حکومت نبوت اس زمین کے خاتم پر ختم ہو جاتی ہے پر جیسے ہر اقلیم کا بادشاہ باوجودیکہ بادشاہ ہے پر بادشاہ ہفت اقلیم کا محکوم ہے۔ ایسے ہی ہرزین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے

پر ہمارے خاتم النبیین کا تابع۔“ (تخذیر الناس صفحہ ۳۵)

(۵) حضرت مولانا رومؒ (وفات ۶۷۲ھ) ارشاد فرماتے ہیں۔

بہر ایں خاتم شداست اُو کہ بجد مثل اُو نے بود نے خواہند بود

چونکہ در صنعت برداستاد دست تو نہ گوئی ختم صنعت برتواست

ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وجہ سے خاتم ہیں کہ سخاوت یعنی فیض پہنچانے میں نہ آپ جیسا کوئی ہوا ہے نہ ہوگا۔ جب کوئی کاریگر اپنی صنعت میں انتہائی کمال پر پہنچے تو اسے مخاطب! کیا تو یہ نہیں کہتا کہ تجھ پر کاریگری ختم ہوگئی۔

محترم شیخ صاحب۔ متذکرہ بالا تمام حوالہ جات چودھویں صدی ہجری شروع ہونے سے پہلے کے مختلف فرقہ ہائے اسلام سے تعلق رکھنے والے مسلمہ بزرگان اسلام اور مجددین اور اولیاء و اقطاب کی تحریروں سے درج کیے گئے ہیں۔ میں نے دیدہ و دانستہ حضرت مرزا صاحب کا کوئی اقتباس درج نہیں کیا تا کہ آپ مجھ پر جانبداری کا الزام نہ لگا سکیں۔ آیت خاتم النبیین کی یہ سب اہل فہم کی غیر جانبدار تشریحات ہیں۔ چودھویں صدی ہجری میں حضرت مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر جب اُمتی نبی ہونے کا اعلان فرمایا تو اس وقت کے علماء نے تعصب اور جانبداری کیساتھ محض مخالفت کیلئے عوامی فہم کے مطابق ختم نبوت کا ایسا غلط عقیدہ گھڑا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کی بجائے کسر شان ہے۔ عوام تو کالانعام ہوتے ہیں اور انکا فہم علمائے ربانی کے مقابل کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

برادر محترم شیخ صاحب۔ آپ تقویٰ کیساتھ خود ہی فیصلہ کریں کہ آیت خاتم النبیین کی عوامی تشریح یعنی انقطاع نبوت درست ہے یا علمائے ربانی کی عارفانہ تشریح؟ ہم جانتے ہیں کہ کلام اللہ کی بعض آیات بعض دیگر مبہم اور متشابہ آیات کی تفسیر خود کر دیتی ہیں۔ آیت خاتم النبیین کی تفسیر بھی دوسری آیات میں موجود ہے اور اس طرح کلام پاک اس آیت کی عوامی تشریح (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زمانے کے لحاظ سے آخری نبی اور رسول ہیں اور اب آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول مبعوث نہیں ہوگا) کی نفی فرمادیتا ہے۔ مثال کے طور پر سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

”يَبْنِيْ اَدَمَ اِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقْضُوْنَ عَلَيْكُمْ اَلْبَيْتِ فَمَنْ اَتَقَىٰ وَاصْلَحْ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔“ (الاعراف: ۳۶)

ترجمہ۔ اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجے جائیں اس طرح کہ وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ کر سناتے ہوں تو جو لوگ تقویٰ اختیار کریں اور اصلاح کریں ان کو نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

محترم شیخ صاحب۔ کیا ہم سب بنی آدم نہیں ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو اس آیت میں نصیحت نہیں فرمائی کہ اے ابنائے آدم! جب میں تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجوں تو تم کسی بھی رسول کا انکار نہ کرنا؟ کیا آپ اس نصیحت کو پلے باندھنا اور اس سے فائدہ اٹھانا پسند نہیں فرمائیں گے؟

بعض لوگ اس آیت کریمہ کو سورۃ البقرہ میں بیان فرمودہ قصہ آدم سے ملا کر غلط طور پر اُس (سورہ بقرہ) کی آیت نمبر ۳۹ سے ملانے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس آیت (سورہ اعراف کی آیت نمبر ۳۶) میں متذکرہ اولاد آدم سے مراد نزول قرآن سے پہلے کی اولاد ہے نہ کہ مراد نزول قرآن کے بعد کی یعنی موجودہ اولاد آدم۔ خاکسار یہاں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہے کہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۳۹ میں بھی قیامت تک کیلئے اولاد آدم مخاطب ہے اور سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۳۶ میں بھی قیامت تک کی اولاد آدم مخاطب ہے۔ مزید یہ کہتے ہیں کہ آیت خاتم النبیین کے بعد نبوت اور رسالت کا دروازہ قطعی طور پر بند ہو چکا ہے۔ حالانکہ ایسے استدلال کو بذات خود قرآن پاک ہی غلط ٹھہراتا ہے۔ مثال کے طور پر اسی آیت نمبر ۳۶ سے پہلے کی دو آیات نمبر ۲۷ اور ۲۸ کو لیتے ہیں۔

”يَبْنِيْ اَدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُورِي سَوَاتِكُمْ وَرِيْشًا ط وِلْبَاسٌ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ط ذٰلِكَ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ يَتَّقُوْنَ۔ يَبْنِيْ اَدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمْ الشَّيْطٰنُ كَمَا اَخْرَجَ اَبُوَيْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسًا لِّيُبَيِّنَ لَهُمَا سَوَاتِيْهُمَا ط اِنَّهُ يَرٰكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ط اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيْطٰنِ اَوْلِيَاءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔“ (الاعراف: ۲۷، ۲۸)

ترجمہ۔ اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہارے لیے ایک ایسا لباس پیدا کیا ہے جو تمہاری چھپانے والی جگہوں کو چھپاتا ہے اور زینت ہے اور تقویٰ کا لباس سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ کے احکام سے ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اے آدم کے بیٹو! شیطان تم کو بہرکانہ دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکالا تھا، ان دونوں سے ان کا لباس اس نے چھین لیا تھا تا کہ ان پر ان کی چھپانے والی چیزیں ظاہر کر دے وہ اور اس کا قبیلہ تم کو وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے۔ ہم نے شیطانوں کو کافروں کا دوست بنایا ہے۔

ان متذکرہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو جو احکامات دیئے ہیں اور جو نصوص صحیحہ ہیں، کیا یہ احکامات اور نصوص صحیحہ صرف نزول قرآن سے پہلے والی اولاد آدم کیلئے تھے؟

جواب۔ یہ شبہ بالکل غلط ہے کیونکہ جو دُعا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سکھائے وہ تو پہلے ہی مقبول ہوتی ہے اور جن روحانی نعماء کا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے وعدہ کرے وہ ضرور انہیں بخشا ہے۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ دُعا صرف منعم علیہ گروہ کی راہ پر چلنے اور قائم رہنے کی ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ پہلے انعام یافتہ لوگوں کو منعم علیہ گروہ کی راہ پر چلنے اور قائم رہنے سے ہی متذکرہ بالا روحانی نعمتیں ملیں تھیں۔ لہذا آج بھی یہ وعدہ موجود ہے اور آج بھی منعم علیہ گروہ کی راہ پر چلنے اور قائم رہنے کا وہی نتیجہ نکلے گا جو پہلے نکل چکا ہے۔

شبہ نمبر ۲۔ ”نیز درخواست اور دُعا ہمیشہ ایسی چیز کے حاصل کرنے کیلئے کی جاتی ہے جس کا حصول کسب اور محنت سے ممکن ہو اور جس فضل و کمال کا حصول کسب اور محنت سے ناممکن ہو، اُس کیلئے درخواست کرنا بالکل بے معنی اور عبث ہے“ (ایضاً)

جواب۔ یہ شبہ بھی بالکل غلط ہے اور بعض علماء نے اپنی کم فہمی اور نا سمجھی سے پیدا کیا ہے ورنہ کلام پاک اِسکی تردید فرماتا ہے۔ یہ شبہ پیدا کرنے والے علماء کیا اللہ تعالیٰ سے زیادہ عقلمند تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو وہ دُعا سکھائی اور وہ وعدہ بخشا جو (نعوذ باللہ) وہ پورا کرنے پر قادر نہیں تھا۔ حالانکہ ایک عام شریف انسان بھی اگر کسی سے کوئی وعدہ کرے گا تو وہ وہی وعدہ کرے گا جو وہ پورا بھی کر سکتا ہے اور پھر وقت پر اپنا وعدہ پورا بھی ضرور کرے گا۔ کیا ان کم فہم علماء کی نظر میں اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) ایک شریف انسان سے بھی گیا گزرا ہے کہ وہ وعدہ تو اپنے بندوں سے کرے اور دُعا بھی سکھائے لیکن جھوٹی۔ (معاذ اللہ) دوسرے کلام اللہ سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ نے دُعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے حضرت ہارون کو مانگا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی دُعا قبول فرما کر نہ صرف حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ کا معاون بنایا بلکہ اُسے نبوت بھی بخشی۔ اور یہ سب کچھ دُعا ہی کے ذریعہ ہوا تھا۔

شبہ نمبر ۳۔ ”اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ اهدنا الصراط المستقیم میں ان چاروں جماعتوں کے درجات حاصل کرنے کی درخواست کی گئی ہے تو درجہ نبوت چونکہ کسب و ریاضت سے حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ نبوت ایک محض وہی چیز ہے اور اسکے بارے میں قانون خداوندی یہ ہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ (انعام ع ۱۵) لہذا درخواست کا تعلق نبوت سے نہیں بلکہ درخواست سے صرف صدیقین، شہداء اور صالحین کے کمالات سے ہے۔“ (ایضاً)

جواب۔ یہ شبہ بھی بالکل غلط ہے کہ دُعا صرف کسب و ریاضت سے حاصل ہونے والی شے کے متعلق ہو سکتی ہے بلکہ دُعا ہر نعمت کے حصول کیلئے ضروری ہے۔ جس طرح ایک مریض کی شفاء کیلئے دُعا اور دوا دونوں ضروری ہیں۔ اسی طرح ہر روحانی نعمت بشمول نبوت کیلئے بھی تدبیر اور دوا دونوں ضروری ہیں۔ جیسا کہ حضرت جلال الدین رومی فرماتے ہیں۔

فکر کن در راہ نیکو خدمتے تا نبوت یابی اندر اُمتے

ترجمہ۔ کہ نیکی کی راہ میں خدمت کی ایسی تدبیر کر کہ تجھے اُمت کے اندر نبوت مل جائے۔ (مثنوی مولانا روم دفتر اول صفحہ ۵۳)

دوسرے یہ کہنا کہ اس دُعا اور درخواست کا تعلق نبوت سے نہیں بلکہ صدیقین، شہداء اور صالحین کے کمالات سے ہے۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ منعم علیہ گروہ میں نبوت بھی شامل ہے۔ باقی یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ زیادہ جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کہاں رکھے۔ (انعام۔ ۱۲۵) اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کیونکہ وہی جانتا ہے کہ وہ کس انسان کو اپنا رسول بنائے۔ اُسکے آگے کسب و وہب کی کوئی اہمیت نہیں۔ وہ مالک ہے۔ وہ جب چاہے جس کو چاہے اور جہاں چاہے اپنی کوئی بھی ماڈی یا روحانی نعمت بخش سکتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ لوگوں کی اپنی دل کی کھڑکیاں بند ہیں۔ وہ خود تنگ نظر ہیں۔ جن لوگوں کے دلوں میں کجی اور بیماری ہوتی ہے جب اُن کو کوئی روحانی نعمت نہیں ملتی تو پھر وہ یہ دوسرا کام شروع کر دیتے ہیں یعنی خاتمیت کے ٹھپے لگانے کا۔ مزید برآں ہدایت کیا ہے اور صراطِ مستقیم کی ہدایت سے کیا مراد ہے؟ اللہ تعالیٰ نے سورۃ انعام کی آیات نمبر ۸۳ تا ۹۱ میں اس کا جواب تفصیل کیساتھ عنایت فرمایا ہے۔ وہ فرماتا ہے۔

”وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا اِبْرَاهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهِ طَنِرْفُحٍ دَرَجَتٍ مِّنْ نَّشَاۓٓ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ . وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ط كَلَّا هَدَيْنَا وَاٰنُوْحًا هَدٰىنَا مِنْ قَبْلُ وَمَنْ ذُرِّيَّتُهٗ دَاوُدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُونَ ط وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ . وَذَكَرْنَا وَاٰجِبِيْ وَعِيْسٰى وَالْيٰسٰى ط كُلُّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ . وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ط وَكَلَّا فَضَلْنَا عَلٰى الْعٰلَمِيْنَ . وَمِنْ اٰبَآءِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَاٰخُوَانِهِمْ وَاَجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ . ذٰلِكَ هُدٰى اللّٰهُ يَهْدِيْ بِهٖ مَن يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ط وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحِطَّ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ . اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَتَيْنَاهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَ وَالنَّبُوْةَ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هُوْلًا فَقَدْ وُكِّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ . اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰى اللّٰهُ فَبِهٰدِهِمْ اِقْتَدِهٖ ط قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ط اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ .“

ترجمہ۔ یہ ہماری حجت تھی جو ہم نے ابراہیم کو اُسکی قوم کے خلاف عطا کی۔ ہم جسکو چاہتے ہیں درجات میں بلند کر دیتے ہیں۔ یقیناً تیرا رب حکیم (اور) علیم ہے۔ اور اس (ابراہیم) کو ہم نے اسحاق اور یعقوب عطا کئے۔ سب کو ہم نے ہدایت دی۔ اور نوح کو ہم نے اس سے پہلے ہدایت دی تھی اور اُس (ابراہیم) کی ذریت میں سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو بھی۔ اور اسی طرح ہم احسان کرنے والوں کو جزا عطا کیا کرتے ہیں۔ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور ایلیاس (کو بھی)۔ یہ سب کے سب صالحین میں سے تھے۔ اور اسماعیل کو اور لیسع کو اور یونس کو اور لوط کو بھی۔ اور ان سب کو ہم نے تمام جہانوں پر فضیلت بخشی۔ اور اُنکے آباؤ اجداد میں سے اور اُنکی نسلوں میں سے اور اُنکے بھائیوں میں سے (بھی بعض کو فضیلت بخشی) اور انہیں ہم نے جن لیا اور صراطِ مستقیم کی طرف اُنہیں ہدایت دی۔ یہ ہے اللہ کی ہدایت جس کے ذریعہ وہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے راہنمائی کرتا ہے۔ اور اگر وہ شرک کر بیٹھے تو اُنکے وہ اعمال ضائع ہو جاتے جو وہ کرتے رہے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی۔ پس اگر یہ لوگ اس کا انکار کر دیں تو ہم یہ ایک ایسی قوم کے سپرد کر دیں گے جو ہرگز اسکے منکر نہیں ہوں گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی پس اُنکی (اس) ہدایت کی پیروی کر۔ تو کہہ دے کہ میں تم سے اس کا کوئی اجر نہیں مانگتا۔ یہ تو تمام جہانوں کیلئے محض ایک نصیحت ہے۔

برادرِ شیخ صاحب۔ کیا ان آیات سے یہ بات قطعی طور پر ثابت نہیں ہوگی کہ صراطِ مستقیم کی ہدایت میں نبوت کی نعمت شامل ہے اور اللہ تعالیٰ نے سابق انبیاء کی اُمثال دے کر صراطِ مستقیم کی ہدایت کی وضاحت فرمادی؟ اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے اُمّت محمدیہ کو آنحضرت ﷺ کی معرفت صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کی دُعا سکھائی ہے تو پھر ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت ختم ہوگئی ہے؟ دوسرے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر نبی دراصل اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم کی ہدایت پا کر مہدی بنتا ہے اور اس طرح یہ بھی ثابت ہو گیا کہ کلام اللہ میں آنحضرت ﷺ کے بعد اُمّت محمدیہ کیلئے امام مہدی کی خبر بھی موجود ہے۔ مزید آپ نے اپنے ختم نبوت کے موقف کی تائید میں چند احادیث بھی نقل کی ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔

(۱) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اسے بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا مگر ایک زاویے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، لوگ اس گھر کے ارد گرد گھومتے اور اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے اور کہتے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی؟ حضور پاک ﷺ نے مزید فرمایا (قصر نبوت کی) یہ اینٹ میں ہوں، میں نے اس خالی جگہ کو پُر کر دیا، قصر نبوت مجھ سے ہی مکمل ہوا اور میرے ساتھ ہی انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔“ (بخاری، مسند احمد، نسائی، ترمذی، ابن عساکر۔)

(۲) حجۃ الوداع کے اہم ترین موقع پر آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ”لوگو! حقیقت یہ ہے کہ نہ تو میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی اُمّت! تو تم اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ نمازیں پڑھتے رہو، رمضان کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ بخوشی ادا کرو اور اپنے اولوالامر کی اطاعت کرو، تم اپنے مالک و آقا کی جنت میں داخل ہو سکو گے۔“ (کنز العمال، علی حاشیہ، مسند احمد صفحہ ۳۹۱)

(۳) اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرض وفات میں رسول اللہ ﷺ کیا فرماتے ہیں، عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ایسا دکھائی دیتا تھا کہ حضور ہمیں اُلوداعی خطاب فرما رہے ہیں، آپ نے تین مرتبہ فرمایا ”میں اُمی نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں جب تک میں تم میں موجود ہوں، میری بات سنو اور اطاعت کرو اور مجھے دنیا سے لے جایا جائے تو کتاب اللہ کو تھام لو، اسکے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو۔“ (رواہ احمد)

آپ کی پیش کردہ ان احادیث کے ضمن میں پہلے تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ بزرگان اسلام جنکے متعدد اقتباسات پہلے درج ہو چکے ہیں کیا یہ احادیث اُنکے علم میں نہیں تھیں؟ یا کیا وہ (نعوذ باللہ) عہد حاضر کے علماء سے کم متقی تھے کہ آنحضرت ﷺ کے واضح ارشاد کے باوجود کہ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکے گا، انہوں نے یہ مسلک اختیار کر لیا کہ صرف نئی شریعت لانے والے نبی کا آنا ممکن نہیں البتہ امتی یا تابع نبی کا آن جائز اور ممکن ہے؟ مزید میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے حکیمانہ کلام کو آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بڑھ کر اور کون جان سکتا ہے؟ آپؓ فرماتی ہیں۔

”قُولُوا إِنَّهُ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَلَا تَقُولُوا الْآلِئِيْبِ بَعْدَہَا۔“ (درمنشور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴) ترجمہ۔ یعنی اے لوگو تم یہ تو کہا کرو کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں مگر یہ نہ کہا کرو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

مزید شیخ الامام حضرت ابن قتیبہ (متوفی ۲۶۷ھ) سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا یہ قول نقل کر کے فرماتے ہیں۔

”لیس هذا من قولها ناقضاً بقول النبي ﷺ لا نبی بعدی لانه اراد لا نبی بعدی ینسخ ما جئت به“ (تاویل مختلف الاحادیث صفحہ ۲۳۶)

ترجمہ۔ (حضرت عائشہؓ) کا یہ قول آنحضرت ﷺ کے فرمان لا نبی بعدی کے مخالف نہیں کیونکہ حضور ﷺ کا مقصد اس فرمان سے یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں

جو میری شریعت کو منسوخ کر دینے والا ہو۔

برصغیر پاک و ہند کے مایہ ناز محدث شارح مشکوٰۃ شریف اور مشہور امام اہل سنت حضرت ملا علی قاریؒ (متوفی ۱۰۱۳ھ/۱۶۰۶ء) فرماتے ہیں۔

”وردٌ لَا نَبِيَّ بَعْدِي“ معناه عند العلماء لا يحدث نبی بشری ینسخ شرعہ۔“ (الاشاعت فی اشراف الساعیہ صفحہ ۲۲۶) ترجمہ۔ حدیث میں لا نبی بعدی کے جو الفاظ آئے ہیں اُسکے معنی علماء کے نزدیک یہ ہیں کہ کوئی نبی ایسی شریعت لے کر پیدا نہیں ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرتی ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (متوفی ۱۱۷۶ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

”فعلینا بقول علیہ الصلوٰۃ والسلام لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا رَسُولَ الْاَنْبِيَاةِ قَدْ انقطعوا والمرسالۃ انما یرید بہا التشریح۔“ (قرۃ العینین فی تفضل الشیخین صفحہ ۳۱۹) ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول لا نبی بعدی و لا رسول کے ہمیں معلوم ہو گیا کہ جو نبوت و رسالت منقطع ہو گئی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک نئی شریعت والی نبوت ہے۔

حضرت مرزا صاحبؒ کے ہم عصر اہل حدیث کے مشہور و معروف عالم نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں۔

”حدیث لا وحي بعد موتی بے اصل ہے البتہ لا نبی بعدی آیا ہے جس کے معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہیں لائے گا۔“ (اقتراب الساعیہ صفحہ ۱۶۲)

برادر شیخ صاحب۔ آیت خاتم النبیین ۵ھ میں نازل ہوئی۔ اس آیت کے نزول کے قریباً چار سال بعد ۹ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحبزادہ حضرت ابراہیمؒ خرد سالی میں وفات پا گیا۔ ہر چند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیت خاتم النبیین کا مطلب ہر دوسرے انسان سے بڑھ کر جانتے تھے لیکن پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی وفات پر فرمایا۔

”عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: لما مات ابراهیم بن رسول اللہ ﷺ صلى عليه وقال: ان له مريضاً في الجنة ولو عاش لكان صديقاً نبيّاً ولو عاش لعنتت اخواله القبط وما استترق قبطي۔“ (ابن ماجہ کتاب الجنائز بحوالہ حدیقتہ الصالحین صفحہ ۹۲۹) ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؒ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیمؒ فوت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی نمازہ جنازہ پڑھائی اور فرمایا اگر میرے بیٹے ابراہیمؒ زندہ رہتے تو وہ صدیق (یعنی سچ کا پرچار کر نیوالے) نبی ہوتے اور اُنکے ننھیال جو مصری قبطی ہیں (کفر کی) غلامی سے رہائی پاتے۔

عہد حاضر کے بعض کم فہم علماء اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پسر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن میں اسلئے وفات دیدی تاکہ وہ بڑے ہو کر نبی نہ بن جاتے اور اس طرح آیت خاتم النبیین پر (نعوذ باللہ) حرف نہ آجاتا۔ ان علماء کی یہ توجیہ عقل اور سنت اللہ کے خلاف ہے۔ قرآن کریم سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی نیک انسان کے بچے نے بڑے ہو کر بُرے فعل کرنے ہوں تو بعض اوقات اللہ تعالیٰ نیک والدین کی خاطر ایسے بچے کو خرد سالی میں ہی وفات دے دیتا ہے لیکن قرآن سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی نیک اولاد کو بچپن میں اسلئے وفات دیدے کہ یہ بڑے ہو کر روحانی انعامات کے وارث نہ بن جائیں۔ ایسی سوچ انسانی عقل اور اللہ تعالیٰ کی شان کریمی کے خلاف ہے۔ صدحیف ان لوگوں پر کہ یہ تعصب اور مخالفت میں سورہ فاتحہ کی اس دُعَا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ..... کو بھی بھول جاتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی نعمت جو کسی انسان نے کسی دوسرے انسان کو دینی ہو تو انسان کا حق ہے کہ وہ اس پر پابندی لگا دے لیکن اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر پابندیاں لگانے کا کیا مطلب؟ حضرت امام ملا علی قاریؒ (۱۰۱۳ھ/۱۶۰۶ء) فقہ حنفیہ کے مشہور امام ہیں اور آپ کا استنباط عہد حاضر کے تقویٰ شعراء علماء اور عوام کیلئے مشعل راہ ہے۔ آپ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”فَلَا يُنَاقِضُ قَوْلَهُ تَعَالَى خَاتَمَ النَّبِيِّينَ إِذَا الْمَعْنَى أَنَّهُ لَا يَأْتِي نَبِيٌّ بَعْدَهُ يَنْسَخُ مِلَّتَهُ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ أُمَّتِهِ۔“ (موضوعات کبیر صفحہ ۵۹۵/۸) ترجمہ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول (ابراہیمؒ زندہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے) آیت خاتم النبیین کے مناقض نہیں کیونکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نبی نہیں آسکتا جو آپ کی ملت کی تنسیخ کر نیوالا ہو اور آپ کی اُمت میں سے نہ ہو۔

جہاں تک آپ نے چند احادیث اور خطبہ حجۃ الوداع کا حوالہ دیا ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اُپ پر نازل ہونے والے کلام الہی کے برخلاف کوئی بات اپنی اُمت کو بتاتے۔ یقیناً آپ کی پیش کردہ احادیث اور خطبہ حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہی تھی کہ میرے بعد میری شریعت کو منسوخ کرنے والا کوئی نبی نہیں آئے گا ورنہ کلام اللہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور غلامی میں ملنے والا نبوت کا انعام تو جاری و ساری ہے۔ ایک بار پھر میں مادی نعمتوں کی مثال دیتا ہوں کہ جب یہ مادی نعمتیں (ہوا، پانی اور روشنی) قیامت سے پہلے ختم نہیں ہو سکتیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ انہیں قیامت سے پہلے ختم کرے گا تو پھر نبوت جیسی روحانی نعمت جو انسان کی روحانی

زندگی کیلئے از حد ضروری ہے وہ اللہ تعالیٰ کیسے ختم کر سکتا ہے؟

حضرت مرزا صاحب سے پہلے صد بزرگان اسلام نے آیت خاتم النبیین کی وہی تشریح اور معانی کیے تھے جو حضرت مرزا صاحب نے کیے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ تشریح اور معانی کفریہ تھے اور ہیں تو پھر حضرت مرزا صاحب سے پہلے اس تشریح اور معانی کی بدولت کسی بزرگ اُمت پر کفر کا فتویٰ کیوں نہیں لگا اور کیوں اُسے دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا گیا؟ اسکی وجہ صاف ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب سے پہلے بزرگان اُمت نے اپنے خداداد علم کی روشنی میں آیت خاتم النبیین کی صرف تشریح کی تھی۔ لیکن ان میں سے کسی کو بھی اللہ تعالیٰ نے نبی یا رسول کا مرتبہ نہیں بخشا تھا۔ جبکہ حضرت مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی غلامی اور پیروی میں نبوت اور رسالت جیسی عظیم نعمت بخش دی اور آپ نے اس کا اعلان کر دیا۔ اب حضرت مرزا صاحب کے عہد میں اور بعد کے نام نہاد علمائے دین کیلئے یہ چیز ناقابل برداشت تھی۔ جب ان میں سے کسی کو یہ نعمت نہ مل سکی تو انہوں نے تعصب میں حضرت مرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ حالانکہ عقلمندی اور تقویٰ کا یہ تقاضا تھا کہ یہ علمائے اُمت حضرت مرزا صاحب کی غلامی میں داخل ہو کر رضائے الہی کی نعمت پاتے۔ لیکن انہوں نے حضرت مرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ لگا کر اپنی جہالت کا ثبوت دیا۔ یہ روحانی نعماء اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں اور اُسکی عطا ہیں۔ اور وہ بہتر جانتا ہے کہ اُس نے اپنی رسالت کب اور کہاں رکھنی ہے؟ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ (انعام۔ ۱۲۵) ترجمہ اللہ زیادہ جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کہاں رکھے۔ مطلب یہ کہ کون نبی یا رسول بننے کا زیادہ حق دار ہے اور کون نہیں یہ سب علم اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔

شیخ صاحب۔ آپ نے اپنے خط میں یہ بھی کہا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے کلام میں تضاد ہے۔ آپ کے بقول کبھی وہ کہتے رہے کہ میں نبی نہیں ہوں اور کبھی کہتے ہیں کہ وہ نبی ہیں وغیرہ۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ نبی بھی بشر اور انسان ہوتا ہے۔ اُس کو اتنا ہی علم حاصل ہوتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ اُسے دیتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کا انتہائی قرب پانے والے یہ لوگ دعاوی کے معاملہ میں بہت حساس ہوتے ہیں اور بہت احتیاط برتتے ہیں۔ جب تک اُن کو کسی بات کا قطعی طور پر علم نہیں ہو جاتا بلکہ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ کسی بات کا قطعی علم ہو جانے کے بعد بھی کافی عرصہ تک یہ لوگ کس نفسی کی بدولت دعویٰ کرنے سے گریز کرتے ہیں تا وقتیکہ انہیں جب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ڈر پیدا ہو جاتا ہے تو پھر شیر کی طرح یہ لوگوں کے آگے ڈنکے کی چوٹ پر اس رحمت خداوندی کا (جو اُنکے شامل حال ہوئی ہوتی ہے) کا اعلان کر دیتے ہیں۔ میرے پیارے آقا حضرت مرزا صاحب کا بھی یہی حال تھا۔ اگر آپ کو حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں تضادات نظر آئے ہیں تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ ایسا ایک بیماری کی وجہ سے ہو کرتا ہے جس کا نام ہے تعصب۔ اگر آپ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ہوتے تو بھی آپ کو وہاں تضادات ہی نظر آتے۔ مثال کے طور پر غار حرا میں آنحضرت ﷺ کو نبوت اور رسالت ملی تھی۔ آپ ﷺ کی زندگی میں اہل مکہ کو بحیثیت نبی اور رسول دعوت الی اللہ دیتے رہے۔ ایک لمبے عرصہ کے بعد مدینہ میں آپ ﷺ پر سورہ احزاب نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاتم النبیین کا اعزاز بخشا۔ ہو سکتا ہے اس وقت بھی آپ جیسے کسی شخص نے آنحضرت ﷺ کی اس فضیلت پر اعتراض کیا ہو اور کہا ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نعوذ باللہ عجیب انسان ہے۔ پہلے صرف نبی تھا اب خاتم النبیین بھی بن بیٹھا ہے۔ امر واقع یہ ہے کہ یہ سب روحانی بزرگیاں ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کو جو چاہے بخشنے کا حق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مرسلین پر ایمان لا نے کی توفیق مل جانا ایک بہت بڑی خوش نصیبی ہے وگرنہ اس امتحان میں بڑے بڑے فیمل ہو کر منہ کے بل جا پڑے ہیں۔ آپ بھی جس دلدل میں پھنس چکے ہیں اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہی آپ کو اس سے نکال سکتا ہے۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صراط مستقیم کی ہدایت بخشے۔ آمین

آپ نے بارہا مجھے کہا ہے کہ تیرا مقدمہ یعنی دعویٰ solid یعنی سچا ہے لیکن چونکہ تیرا دعویٰ مرزا صاحب کی غلامی میں ہے لہذا میں اسے مان نہیں سکتا۔ آپ نے ایک دفعہ مجھے سبب کے پھل سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سبب کا پھل کیکر کو لگ جائے۔ یعنی آپ کے بقول (نعوذ باللہ) حضرت مرزا صاحب کیکر تھے اور خاکسار حضرت مرزا صاحب کا غلام کیسے ہو سکتا ہے؟ برادر شیخ صاحب۔ میرے دعویٰ کی سچائی کا ثبوت یعنی وہ سلطان مبین جو میں نے اپنے دعویٰ کی سچائی میں دنیا کے سامنے پیش کی ہے۔ یہ دلیل حضرت مرزا صاحب کی سچائی ہی کی دلیل ہے اور یہ کامل علم و عرفان خاکسار کو حضرت مرزا صاحب کی غلامی اور آپ کی دُعا کے نتیجے میں ہی ملا۔ قیامت تک اس علمی دلیل کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا اور اس طرح قیامت تک کوئی حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا بھی نہیں ثابت کر سکتا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس علمی دلیل پر مہر تصدیق ثبت ہوتی رہے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اس سلطان مبین سے وہ کلام اللہ جو حضرت مرزا صاحب پر نازل ہوا تھا کیا سچا ثابت نہیں ہو گیا؟

”اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجے سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُسکے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۱۰۱)

جہان تک سیب کے پھل کا تعلق ہے تو آپ کسی جرمن سے ہی پوچھ کر دیکھ لیں کہ سیب کا پھل سیب کے درخت کو لگتا ہے یا کیکر کے درخت کو۔ یقیناً سیب کا پھل سیب کے درخت کو ہی لگتا ہے۔ اور اگر سیب کا درخت آپ کو کیکر نظر آ رہا ہے تو پھر یہ آپ کی نظر کا فتور ہے۔ اگر تعصب کا چشمہ اُتار کر دیکھو گے تو پھر سیب کا درخت آپ کو سیب کا درخت ہی نظر آئے گا۔ برادر م۔ قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق کسی بھی انسان کے مقدس اور محترم وجود سے بدزبانی نہ کرو۔ اگر آپ نے حضرت مرزا صاحبؒ کی مخالفت کرنی ہی تھی تو کم از کم شریفانہ طور پر کرتے۔ حضرت مرزا صاحبؒ کو نعوذ باللہ انگریزوں کا پٹھو کہنا یا آپکے بارے میں دیگر گھٹیا الفاظ استعمال کرنا شرافت اور صداقت کی دلیل نہیں۔ مزید برآں ہمیں بہت زیادہ طویل مباحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ آپ اس کلام اللہ کی رُو سے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا اور وہ جو حکم اور فرقان تھا اور ہے، نبوت و رسالت کی نعمت کا انقطاع ثابت کر کے دکھائیں۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ انسان زندہ بھی رہیں اور قیامت سے پہلے کرہ ارض پر مادی نعمتیں (پانی، ہوا اور روشنی) بھی ختم جائیں؟ روحانی نعماء کا انقطاع ثابت کرنا تو اس سے بھی زیادہ مشکل بلکہ ناممکن ہے کیونکہ روحانی نعمتیں (نبوت، صدیقیت، شہادت اور صالحیت) تو نہ صرف اس مادی عالم میں بنی نوع انسان کی روحانی غذا ہیں بلکہ عالم آخرت میں تو خالص طور پر اسی روحانی غذا کے سہارے زندگی بسر کرنی ہے۔ آپ میرے اس مضمون کا جواب لکھ کر میری طرف بھیج دیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے جواب کو من و عن اپنی ویب سائٹ پر لگا دوں گا۔ اور اگر اس کا جواب لکھنے کی ضرورت پڑی تو اس کا جواب بھی اپنی سائٹ پر دوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ آیت خاتم النبیین کے سلسلہ میں یہ چند گزارشات آپکے سامنے رکھیں ہیں۔

شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں میری بات

فقط

عبد الغفار جنبہ

۸ دسمبر ۲۰۰۴ء

☆☆☆☆☆☆